٥٣/٨٢٩

ایک تعلیمی ادارہ ایک انتظامیہ کمیٹی کے ماتحت قائم ہے، جس میں حضرات اساتذہ تعلیمی وتدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انکا تعلیمی وتدریسی عمل گھنٹوں اور کتابوں (مع مقدار تنخواہ) کی تعیین کے ساتھ متعین ہے۔ صبح اور دوپہر کے تمام گھنٹے تو کسی مدرس کے پر نہیں ہوتے۔ یہاں ادارہ میں کام کے گھنٹوں کی تعداد وتناسب سے تنخواہ دی جاتی ہے۔ مثلاً اوقات خدمت (عمل) پانچ گھنٹے ہیں لیکن چار کتابوں کی تعلیم (اسباق) اسکے ذمہ ہے اب ایک گھنٹہ اس مدرس کا خالی ہے۔ مختلف مدرسین کے خالی گھنٹے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ کسی کا پہلا گھنٹہ خالی ہے کسی کا درمیانی اور کسی کا آخری، مگر اسکو تنخواہ پورے پانچ گھنٹوں کی دی جاتی ہے۔

اگر کسی ادارہ میں دار الاقامہ ہو اور وہاں طلبہ رہائش پذیر ہوں تو حکومت کے قانون کے مطابق پورے سال میں کم از کم ستر (۷۰) دن کی تعطیلات قانوناً لازمی ہے اور اس میں طلبہ کی اکثریت کا قیام دار الاقامہ میں ممنوع ہے۔ مدارس عربیہ ومکاتب دینیہ کے ارباب حل وعقد (انتظامیہ کمیٹی) شعبان ورمضان۔ عید الاضحیٰ۔ امتحان ششماہی وغیرہ کی تعطیلات دیتے ہیں اور انکو حکومت کے درج بالا قانون کے تحت شمار کیا جاتا ہے، اور اسطرح قانون کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اس تمہید کی روشنی میں درج ذیل امور کی تشفی بخش جوابات مطلوب ہیں۔

) مدارس عربیہ ومکاتب دینیہ کے مدرسین کی حیثیت شرعاً اجیر وقت کی ہے یا اجیر عمل کی؟

۲) کیا انکو شرعاً بیک وقت اجیر وقت واجیر عمل دونوں قرار دیا جا سکتا ہے؟

۳) اوقات خدمت (عمل) کے دوران کسی مدرس کو اسکے خالی گھنٹہ میں مدرسہ کے احاطہ میں رہنا ضروری ہے؟ اور کیا اسکو اسکا مکلف وپابند نانا شرعاً جائز ہے؟

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب

۴) مدرس اپنے خالی گھنٹہ میں اپنے کسی ذاتی کام سے مدرسے کے احاطے سے باہر اپنے گھر یا کسی اور جگہ جاتا ہے مگر اوقات تدریس میں وقت کی پابندی کے ساتھ حاضر ہو کر فرض منصبی بخوبی انجام دیتا ہے۔ اس صورت میں ابتک اس کو اس گھنٹے کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ مگر اب انتظامیہ کمیٹی اس گھنٹے کی تنخواہ وضع کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ شرعا جائز ہے؟

۵) آج تک ایام تعطیل کی پوری تنخواہ دینے کا معمول رہا ہے مگر مستقبل کے لئے ایام تعطیل کی تنخواہ کے بارہ میں انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے حسب ذیل ترمیمات زیر غور ہیں

(الف) ایام تعطیل کے کچھ ایام یعنی پانچ یا چھ ہفتے کی تنخواہ تو دیجائیگی، لیکن اسکے علاوہ بقیہ ایام کی تنخواہ کی ادائیگی یا عدم ادائیگی بالکلیہ انتظامیہ کمیٹی کی صوابدید پر موقوف رہیگی اور اس بارہ میں اسکو اختیار کلی حاصل رہیگا۔

(باء) انتظامیہ کمیٹی کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر تعطیل سے ایک یوم قبل اور تعطیل کے اختتام پر پہلے دن کی غیر حاضری پوری مدت تعطیل کی تنخواہ کے عدم استحقاق کا موجب قرار دی جاسکتی ہے،

۶) انتظامیہ کمیٹی کے نزدیک یہ ضابطہ اور اصول بنانا بھی زیر غور ہے ہمارے ادارہ کا مدرس خارج از مدرسہ اپنے فارغ اوقات میں کسی دوسرے مدرسہ یا ادارہ میں بامعاوضہ یا بلا معاوضہ کوئی تدریسی یا دینی خدمت انجام دینے کا مجاز نہ ہوگا اگر چہ وہ یہاں پورے اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ اپنا فرض منصبی انجام دے رہا ہو اور اسکی یہ خدمت موجودہ ادارہ کے لئے دینی و دنیوی مضرت کا باعث نہ ہو۔ کیا اپنے ادارہ کے کسی مدرس پر اس قسم کی پابندی لگانا شرعاً جائز ہے؟

۷) کیا اس قسم کے قانون سازی و اقدامات مدرسین کے استحصال، قلبی و ذہنی کوفت و اذیت، باہمی تلخی و بد اعتمادی کا باعث بنکر ادارہ کے لئے نقصان دہ نہ ہوں گے؟

۸) مسجد کمیٹی نے مسجد کے وسیع میدان میں دار العلوم مع دار الاقامہ قائم کیا ہے۔ کیا منتظمین حضرات دار العلوم کے فیس کے پیسے یا دیگر مالی امداد جو دار العلوم کو ملتی ہو اسکو مسجد کے لئے یا دوسرے دینی شعبوں کے لئے بطور امداد یا بطور قرض دے سکتے ہے یا نہیں؟

والسلام مولانا خورشید [illegible]
[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)...... مدارس دینیہ کے مدرسین کی حیثیت عام طور سے شرعاً اجیر وقت یعنی اجیر خاص کی ہے البتہ اس وقت کس مدرس کو کتنا عمل دیا جائے یہ مدرسہ کے ضابطہ پر موقوف ہے کہ مثلاً اگر ضابطہ یہ ہو کہ ابتدائی درجات کے مدرس کے لئے پانچ گھنٹے کی تدریس ضروری ہے اور درجات وسطی کے مدرس کو چار گھنٹے پڑھانے ہونگے تو اس ضابطہ کے مطابق ابتدائی درجات کا مدرس اگر پانچ گھنٹے کے بجائے چار گھنٹے کی تدریس کرے یا درجات وسطی کا مدرس چار گھنٹے کے بجائے تین گھنٹے کی تدریس کرے تو ان کی تنخواہ سے حسب ضابطہ ایک گھنٹہ کی تنخواہ وضع کی جاسکتی ہے۔

(۲)...... مدارس دینیہ کے مدرسین کو بیک وقت اجیر وقت اور اجیر عمل قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ اجیر وقت کا تقاضا ہے کہ متعین وقت تک تسلیم نفس کرے اور اجیر عمل کا تقاضا ہے کہ صرف مطلوبہ کام کرکے دے متعین وقت تک تسلیم نفس ضروری نہ ہو۔

(۳)......مدرس کا جو گھنٹہ خالی ہے وہ اگر مدرسہ کے ضابطہ کے مطابق اس مدرس کے لئے خالی رکھا گیا ہے تو اس خالی گھنٹہ میں مدرسہ کے احاطہ میں رہنا ضروری نہیں ہے لہذا ایسی صورت میں اس خالی گھنٹہ میں مدرس کو مدرسہ کے احاطہ میں رہنے پر پابند کرنا درست نہیں اور اگر یہ گھنٹہ مدرس کے لئے ضابطہ کے مطابق باقاعدہ خالی نہیں رکھا گیا ہے بلکہ کسی وجہ سے تدریس کا عمل نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہے لیکن کوئی دوسری ذمہ داری اس کے سپرد ہے تو اس صورت میں اس خالی گھنٹہ میں مدرس کو مدرسہ میں رہنا ضروری ہے اور انتظامیہ کمیٹی مدرس کو مدرسہ کے احاطہ میں رہنے پر پابند کرسکتی ہے۔

(۴)...... جواب نمبر (۳) کی تفصیل کے مطابق مدرسہ کے ضابطہ کی رو سے یہ خالی گھنٹہ اگر اس مدرس کا ہے تو اس گھنٹہ کی تنخواہ وضع کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مدرس کا یہ گھنٹہ خالی نہیں ہے اور مدرس باضابطہ رخصت لئے بغیر مدرسہ کے احاطہ سے باہر رہیگا تو حسب ضابطہ اس گھنٹہ کی تنخواہ وضع کی جاسکتی ہے۔

(۵)......ایام تعطیل کے لئے مذکورہ ترمیمات پر مشتمل ضابطہ بنایا جاسکتا ہے، البتہ اس ضابطہ کا عرف کے مطابق ہونا بہتر ہے۔

(۶)......ایسی پابندی یا شرط لگانا شرعاً صحیح نہیں ہے، کیونکہ تدریس ایک عقد اجارہ ہے اور اجارہ میں ملازم کو مدت اجارہ کے علاوہ دیگر اوقات میں دوسرے کام کرنے کا اصولاً اختیار ہوتا ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے مدرس کے ذمہ مفوضہ فرائض میں کوئی خلل نہ آتا ہو، البتہ جس طرح مدرس کو اپنے اوقات میں دیگر کام کرنے کا اختیار ہے اسی طرح انتظامیہ کمیٹی کو بھی اختیار ہے کہ اگر ان کو یہ بات پسند نہ ہو کہ ہمارے مدرسہ کا مدرس کوئی دوسرا مشغلہ اختیار کرے تو اس مشغلہ کی وجہ سے مدرس کی تنخواہ آئندہ کے لئے باہمی رضامندی سے کم مقرر کریں یا مدت اجارہ کے اختتام پر اس کی ملازمت ختم کردیں۔ (امداد المفتین ص ۸۶۷)۔

(۷)......تدریس ایک عقد اجارہ ہے لہذا مدرسہ کی انتظامیہ کمیٹی اگر ملازم کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے کوئی ضابطہ بنانا چاہے تو بناسکتی ہے البتہ انتظامیہ کمیٹی کو ضابطہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس پہلو کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ مدرسین کی تنخواہ بھی معقول ہو اور ضابطہ بھی عرف کے مطابق ہو یہ نہ ہو کہ ضابطہ تو سخت سے سخت بنادیا جائے لیکن مدرسین کی تنخواہ معروف تنخواہ سے بھی اتنی کم مقرر کی جائے کہ جس سے مدرسین کا گزر بسر بھی مشکل ہو، کیونکہ یہ اخلاقی طور پر ان کے ساتھ ظلم کرنے کے مترادف ہوسکتا ہے۔

(۸)......جو رقم جس مد کے لئے دی گئی ہو وہ رقم اسی مد میں خرچ کرنا ضروری ہے کسی اور مد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ عمومی عطیات اگر مسجد کے لئے دیئے گئے ہوں تو انہیں مسجد کی عمومی مصلحت کے مطابق اور اگر مدرسہ کے لئے دیئے گئے ہوں انہیں مدرسہ پر مدرسہ کی عمومی مصلحت کے مطابق خرچ کیا جاسکتا ہے، یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر مسجد اور مدرسہ علیحدہ علیحدہ ہو تو ایک کی رقم دوسرے پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

- فیس کی جو رقم دار العلوم کو حاصل ہوتی ہے اگر وہ دار العلوم کی ملکیت ہے تو اسے دار العلوم کے عمومی مصالح میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

مضمون سوال وجواب

• اور عام حالات میں ایک مد کی رقم دوسرے مد میں بطور قرض خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے ہاں اگر ایک مد کی رقم ضرورت سے زائد فالتو رکھی ہو اور مستقبل قریب میں بھی خرچ کی ضرورت نہ ہو تو دوسرے مد پر بطور قرض خرچ کرنے کی اس شرط کے ساتھ گنجائش ہے کہ بوقت ضرورت واپس لی جاسکے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

۲/۶/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۰/۶/۲ھ

علیکم